بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳۳ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ

قادیان

یوم شنبہ

ترسیلِ زر اور انتظامی امور کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام منیجر الفضل ہو

جلد ۳۲	۵ ماہ ظہور ۱۳۲۳ ہش	۱۵ شعبان ۱۳۶۳ھ	۵ اگست ۱۹۴۴ء	نمبر ۱۸۲

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۴ ماہ ظہور (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق دس بجے صبح کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے کہ حضور کو آج پیچش کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ کو ابھی حرارت ہو جاتی ہے۔ اور انتڑیوں کی تکلیف بھی موجود ہے۔ احباب کامل صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

قادیان ۳ ماہ ظہور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو درد نقرس میں پہلے سے افاقہ ہے۔ کامل صحت کیلئے دعا کی جائے۔

صاحبزادی امۃ الوکیل سلمہا اللہ تعالیٰ کی طبیعت بدستور خراب ہے۔ پھوڑوں میں نسبتاً کمی ہے دعائے صحت کی جائے۔

حضرت نواب محمد علیخان صاحب بدستور بیمار ہیں۔ بیماری کی تکلیف کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔ احباب دعائے صحت جاری رکھیں۔

مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول آج سے ۵ ستمبر ۱۹۴۴ء تک کیلئے موسمی تعطیلات کی وجہ سے بند ہو گئے۔

روزنامہ الفضل قادیان — ۱۵ شعبان ۱۳۶۳ھ

مولوی محمد علی صاحب اور "پیغام صلح" کی "خوش کلامی"

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ جون ۱۹۴۴ء کے بارہ میں "پیغام صلح" نے جو فتنہ انگیزی کی۔ اور واضح عبارتوں کے ادھورے اقتباسات پیش کر کے جس طرح عام مسلمانوں کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور جماعت احمدیہ کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی۔ اس سے اس بغض و عناد کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ جو ان لوگوں کے دلوں میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور جماعت احمدیہ کے متعلق بھرا ہوا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے اسی موضوع پر اظہار خیالات کرتے ہوئے جس "خوش کلامی" کا ثبوت دیا ہے، وہ نمونۃً درج ذیل ہے۔ تا احباب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علوم کا حقیقی وارث ہونے کے اس دعویدار کے اخلاقی کمالات کا مشاہدہ کر سکیں۔

آپ لکھتے ہیں۔

"اس بحث میں مَیں نے اب تک حصہ نہیں لیا۔ لیکن اب جو اس کی نہایت ہی لغو اور پہلے سے زیادہ دلآزار توجیہہ میاں صاحب نے کی ہے تو میں نے خاموش رہنا گناہ سمجھا۔ اصل فقرہ کو تو میں شروع میں اسی قدر سمجھتا تھا۔ کہ یہ ہزلیات میں سے ہے۔ اور پرلے درجہ کی حماقت کا قول ہے ......

...... اس تقریر کی ابتداء ایک نہایت ہی تعلی آمیز فقرہ سے ہوتی ہے"۔

پھر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق لکھا ہے۔

"ایک شخص جو ہزاروں قسم کی تاریکیوں میں ملوث ہے۔ جس کے عقائد فاسد ہیں جن پر اسے پبلک میں بحث کرنے کی جرأت نہیں۔ وہ یہ گپ ہانکتا ہے"

پھر لکھا ہے

"میاں صاحب کا دماغی توازن قائم نہیں رہا"۔

"اگر صاف لفظوں میں ان خرافات کی تعبیر کرو۔ تو یہ ہو گی۔ کہ اے میرے مریدو۔ تم میری باتوں پر عمل کر کے اور میری صحبت میں بیٹھ کر اپنے ہادی اور راہ نما حضرت محمد مصطفےٰ صلعم سے بھی آگے بڑھ کر نعوذ باللہ آپ کے ہادی و راہ نما بن سکتے ہو۔ اور تمہارا ہادی و راہ نما تم سے پیچھے رہ جائے گا۔ وہ تمہارا متبع ہو جائے گا .... اب تو مصلح موعود ہی نے دماغ کی حالت ہی خراب کی ہوئی ہے ......

جب سے میاں صاحب نے یہ نیا عہدہ سنبھالا ہے۔ بہکی بہکی باتیں کرنے لگ گئے ہیں"۔

پھر لکھا ہے۔

"اگر یہ مکاری کے رنگ میں نبوت کا دعوےٰ نہیں۔ تو ان تمام خرافات سے میاں صاحب کو توبہ کر کے اعلان کرنا چاہیئے"۔

مولوی محمد علی صاحب کی خوش کلامی کے یہ چند نمونے آپ کے ایک خطبہ سے پیش کئے گئے ہیں۔ جو دو صفحات سے بھی کم کا ہے۔ یہ پرچہ کل چار صفحات کا ہے۔ اس کے ایڈیٹوریل کالموں میں جو کچھ درج ہے۔ اس کا بھی تھوڑا سا نمونہ ملاحظہ فرمایئے۔ لکھا ہے۔

"پیغام صلح نے خلیفہ صاحب کی مغالطہ آمیز منطق کے چہرہ سے منافقت کا نقاب اٹھا دیا۔ پیغام صلح کی اس اخلاقی جرأت کی سوزش کو غالی قادیانیوں کے سینے جہنم بن گئے"۔

"میاں صاحب کی اقتدار زدہ ذہنیت" "اپنے مسلسل بیانات میں تناقض پیدا کر کے دنیا کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے ......

میاں صاحب اس تناقض کے پردہ میں حضرت نبی کریم صلعم کے رتبہ کو گرا کر اپنے بعض فاسد عزائم کو بروئے کار لانا چاہتے ہیں"۔ وغیرہ وغیرہ

مولوی صاحب اور پیغام صلح کے ان الفاظ کے جواب میں ہم کچھ نہیں کہتے۔ قارئین خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس سے زیادہ ظالمانہ باتیں بھی کوئی ہو سکتی ہیں۔ ہاں اس خطبہ میں مولوی صاحب نے دو باتیں ایسی کہی ہیں۔ جن کا جواب ممکن ہے کسی کو فائدہ دے۔ اس لئے پیش کیا جاتا ہے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ

"میں کہا کرتا ہوں" "کہ محمد رسول اللہ صلعم سے آگے بڑھنے کا دروازہ خدا نے بند نہیں کیا۔ یعنی یہ بات آپ ہمیشہ مریدوں سے کہتے چلے آئے ہیں۔ اتفاق سے چھپی پہلی دفعہ ہے۔ اندر بیٹھ کر یہی سبق دیا جاتا تھا۔ اور اسی کو پڑھ کر شاعر نے کہا تھا۔ کہ اب کے جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آئے ہیں۔ تو پہلے سے بڑھ کر شان میں آئے ہیں۔ اب کہا جاتا ہے کہ ہم نے حضرت مرزا صاحب کو محمد رسول اللہ سے بڑھ کر کہنے والے وفادار شاعر کو تنبیہہ کر دی تھی۔ ہم نے ایسی تنبیہہ تو کہیں دیکھی نہیں۔ شائد علیحدگی میں بلا کر سمجھا دیا ہو گا۔ کہ ان باتوں کو لوگ سہار سکیں گے نہیں۔ بنا بنایا کھیل نہ بگاڑو"۔ مولوی صاحب نے ان سطور میں دو باتیں بیان کی ہیں۔

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا

ایڈیٹر: غلام نبی

اول یہ کہ ۱۶؍جون کے خطبہ جمعہ میں جو مضمون بیان کیا گیا ہے۔ وہ پہلے کبھی ظاہر نہیں کیا۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے جو فرمایا ہے کہ "میں کہا کرتا ہوں" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اندر بیٹھ کر یہ سبق دیتے ہیں۔ ایسی بات چھپی پہلی دفعہ ہے اور وہ بھی اتفاق سے چھپ گئی۔ دوسرے یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کہنے والے شاعر کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی طرف سے تنبیہہ کی بات غلط ہے۔ زیادہ سے زیادہ علیحدگی میں بلا کر کہدیا ہو گا کہ پبلک میں ایسی باتیں خلاف مصلحت ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی ذات سے اس شخص کو جو بغض ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ یہ واقعات کو نظر انداز کرکے بدظنی سے کام لے رہا ہے۔ اور ایسا کرتے ہوئے یہ بہت بڑا مفسر قرآن ہونے کا مدعی اس بات کو بھول جاتا ہے کہ بدظنی کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔

بہرحال ہم مولوی صاحب کی اطلاع کے لئے انہیں بتاتے ہیں۔ کہ یہ مضمون پہلی دفعہ نہیں چھپا۔ بلکہ اس سے قبل کئی بار چھپ چکا ہے۔ مثلاً ۱۷؍جولائی ۱۹۲۲ء کے "الفضل" میں یہی مضمون بیان ہوا ہے پھر ۱۴؍اگست ۲۲ء کے "الفضل" میں بیان ہے۔ پھر ۱۹؍اگست ۳۴ء کے "الفضل" میں یہ مضمون درج ہے۔

دوسری بات یعنی شاعر کو تنبیہہ جو آپ نے کہیں دیکھی نہیں۔ وہ بھی آپ ۱۹؍اگست ۳۴ء کے "الفضل" میں دیکھ سکتے ہیں۔ اب آپ ان تمام حوالجات کو نکال کر دیکھ لیں۔ اور پھر اپنی ناواقفیت کو بدظنی کے پردہ میں چھپانے کی جو سعی آپکی طرف سے عمل میں آئی ہے۔ اسپر اظہار ندامت کرکے اخلاقی جرأت کا ثبوت دیں۔

مطالبہ وقف جائداد

جن دوستوں نے اپنی جائداد یا آمدنی وقف کی ہے۔ خواہ ان کے نام اخبار میں شائع ہو گئے ہیں اور خواہ نہیں ہوئے وہ مندرجہ ذیل کوائف سے دفتر تحریک جدید کو بہت جلد اطلاع دیں۔ اور آئندہ جو دوست جائداد یا آمدنی وقف کریں وہ مندرجہ ذیل کوائف پر مشتمل اپنی درخواست بھیجا کریں۔

(۱) نام معہ ولدیت وقومیت (۲) مکمل موجودہ پتہ معہ عہدہ وغیرہ (۳) تفصیل جائداد غیر منقولہ معہ مالیت بحالات موجودہ اور جائے وقوع۔ (۴) غیر منقولہ جائداد پر اگر کوئی سابقہ بار ہو۔ تو اس کی تشریح۔ (۵) جائداد خود پیدا کردہ ہے یا جدی (۶) واحد ملکیت ہے یا مشترکہ (۷) تفصیل جائداد غیر منقولہ معہ مالیت بحالات موجودہ۔ (۸) تنخواہ یا الاؤنس جو وقف کیا جاوے وہ کتنا ہے۔ (انچارج تحریک جدید)

تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ میں تقسیم انعامات کے سالانہ جلسے

(۱) ۲؍اگست ۴۴ء کو حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی صدارت میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں جلسہ تقسیم انعامات منعقد ہوا۔ طلباء اور اساتذہ کے علاوہ بہت سے دیگر احباب بھی موجود تھے۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت و نظم سے شروع ہوئی۔ بعد میں علی الترتیب ہائی کلاسز کے طلباء اور مڈل کلاسز کے طلبا کے مابین تقریری مقابلہ ہوا۔ ہائی کلاسز میں سے رشید احمد قیصرانی اول اور منصور احمد سیال دوم رہے۔ اور مڈل کلاسز میں سے منیر احمد اول۔ اور محمد رفیع دوم رہے۔ بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اردو فارسی عربی اشعار کی یادداشت کا مقابلہ ہوا۔ اس مقابلہ میں محمود احمد۔ ناصر احمد شریف احمد اور جری اللہ انعامات کے مستحق قرار پائے۔ پھر تلاوت قرآن کریم کا علی الترتیب سینئر اور جونیئر طلباء کا مقابلہ ہوا۔ سینئرز میں سے محمد احمد حیدر آبادی اول اور بشیر احمد افریقی دوم رہے۔ اور جونیئرز میں سے محمود احمد اول اور یمین الیامین دوئم رہے اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں میں سے اقتباسات کی یاد کا مقابلہ ہوا۔ اور اس میں محمد احمد حیدر آبادی اول اور منصور احمد سیال دوم رہے۔

پھر جناب سید سمیع اللہ شاہ صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر نے سکول کے متعلق رپورٹ پیش کی جس میں طلباء کی تعداد۔ تعلیمی و اخلاقی حالت علمی مجالس اور کھیلوں کا ذکر کیا۔ کھیلوں کے ضمن میں سکول ٹورنامنٹ کے بعد پیراکی کی ٹیم کی کامیابی کا ذکر کیا جو انہیں امسال پنجاب سومنگ چیمپین شپ (Swimming Championship) کے مقابلوں میں ہوئی۔ ان مقابلوں میں سکول کے بہترین تیراک مصلح الدین چھاتی کے زور سے تیرنے اور "فری سٹائیل" میں اول رہے۔ اور بشیر احمد افریقی چھوٹے لڑکوں کے مقابلہ میں اول اور بشیر احمد میر پنجاب بھر میں سیدھا تیرنے میں سوم رہے واٹر پولو کی ٹیم نے چیف کالج کی ٹیم سے نہایت کامیابی سے ٹورنامنٹ کا آخری میچ کھیلا۔ اور Medley کی دوڑ میں ہماری ٹیم اول رہی اور پنجاب کا نیا ریکارڈ قائم کیا۔

اس رپورٹ کے پیش ہونیکے بعد ملک مولا بخش صاحب پریذیڈنٹ ٹاؤن کمیٹی نے جو صوفی بشارت الرحمن صاحب ایم۔ اے کے ساتھ تقاریر میں اور انکے علاوہ حافظ مبارک احمد صاحب کیساتھ تلاوت قرآن کریم میں جج مقرر تھے۔ مقابلہ کرنیوالے طلباء کے مظاہرہ پر مبارکباد دی اور شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر نے جو اشعار کے مقابلہ میں چوہدری برکت علی صاحب فنانشل سکرٹری اور چوہدری ظہور احمد صاحب کے ساتھ جج مقرر تھے طلباء کی اشعار کی یادداشت اور دلچسپی کی تعریف کی آخر میں حضرت مفتی صاحب نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اور طلباء کو مناسب نصائح فرمائیں تقسیم انعامات اور ہیڈ ماسٹر صاحب کی طرف سے شکریہ اور دعا کے بعد یہ دلچسپ تقریب ختم ہو گئی۔

(۲) ۳؍اگست ۸ بجے صبح مدرسہ احمدیہ میں تقسیم انعامات کا جلسہ زیر صدارت حضرت مفتی محمد صادق صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مولوی عبد الاحد صاحب مولوی فاضل نے مسابقت کی روح اور حصول انعامات" کے موضوع پر تقریر کی۔ بعد ازاں حضرت مفتی صاحب نے ۱۹۴۳ء و ۱۹۴۴ء کے سالانہ امتحانات میں اول و دوم رہنے والے طلباء کو انعامات تقسیم فرمائے۔ اسکے بعد آپنے تقریر فرمائی۔ اور طلباء کو مفید نصائح فرمائیں۔ حضرت مفتی صاحب کی تقریر کے بعد جناب مولوی ابو العطاء صاحب جالندہری نے تقریر کی۔ آپنے دو امور پر زور دیا۔ اول یہ کہ طلباء قادیان سے باہر جاکر اپنا نیک نمونہ پیش کریں۔ اور دوسرے وہ مدرسہ احمدیہ کے قیام کی غرض کو مدنظر رکھ کر اپنے آپکو حقیقی معنوں میں ایک باعزت اور عالم احمدی بنائیں۔ بعد ازاں حضرت مفتی صاحب نے دعا فرمائی۔ باوجود علالت طبع کے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے طلباء کو رخصت فرمایا۔

۴؍اگست۔ مدرسہ احمدیہ کی طرف سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ڈلہوزی ایک تار بغرض دعا اور اجازت بھجوایا گیا۔ آج حضور کی طرف سے اس تار کا جواب اور اجازت موصول ہو گئی۔

مولوی فاضل میں کامیاب ہونیوالے احمدی طلبہ

اس سال جامعہ احمدیہ کی طرف سے دس طالب علم پنجاب یونیورسٹی کے امتحان مولوی فاضل میں شریک ہوئے جن میں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نو طلباء کامیاب ہوئے۔ الحمد للہ۔ انکے نام معہ نمبر درج ذیل ہیں:۔ (۱) بشارت احمد خانصاحب ۴۶۰ (۲) صوفی محمد اسحاق صاحب ۳۴۶ (۳) چوہدری اللہ دتہ صاحب ۳۸۲ (۴) مولوی حکیم الدین احمد صاحب (نمبروں کی اطلاع بعد میں آئیگی) (۵) بشارت احمد صاحب بشیر سندھی ۳۲۳۔ (۶) مولوی عبد الحق صاحب ۳۲۰ (۷) شیخ عزیز الدین احمد صاحب اڑیسہ ۲۹۷ (۸) مولوی منور احمد صاحب انور ۲۹۲ (۹) چوہدری غلام رسول صاحب ۲۹۸۔

انکے علاوہ جن طلباء نے پرائیویٹ طور پر امتحان مولوی فاضل پاس کیا ہے ان کے نام اور نمبر حسب ذیل ہیں۔ (۱) چوہدری محمد اسحاق صاحب ساقی ۲۸۱ (۲) مولوی محمد یعقوب خانصاحب ۳۱۲ (۳) مولوی نواب الدین احمد صاحب انور ۲۹۸۔ اللہ تعالیٰ پاس ہونیوالے طلباء کو مبارک کرے اور انہیں اسلام و احمدیت کی خدمت کی توفیق بخشے آمین۔ خاکسار ابو العطاء جالندہری پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان۔

بسم اللہ پڑھ کر بندوق کا شکار تو حلال ہوجاتا ہے
مگر
جھٹکا حرام کا حرام ہی رہتا ہے

(از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب)

ایک دوست نے یہ لکھا ہے کہ "تیر بندوق اور شکاری جانوروں کے ذریعہ سے خدا کا نام لے کر مارا ہوا جانور جب حلال ہے۔ تو خدا کا نام لے کر جھٹکہ شدہ جانور کیوں جائز نہیں؟ اور اسے حرام کیوں قرار دیا جاتا ہے؟

جواب

میرے خیال میں اسی سوال کو اگر مجھے لکھ کر بھیجنے کی بجائے وہ دوست خود ہی چند دفعہ غور سے پڑھ لیتے۔ تو جواب ان کو سوجھ جاتا۔ اور مجھے لکھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ یا مارا ہوا جانور کی جگہ مارا ہوا آہن پڑھ لیتے۔ اور جھٹکہ شدہ جانور کی جگہ جھٹکہ شدہ بکرا لکھ دیتے۔ تو جواب نظر کے سامنے آپ ہی آپ آجاتا۔ یہ سب غلط فہمی اس وجہ سے پیدا ہوئی۔ کہ انہوں نے شکار اور گھریلو جانوروں میں فرق نہیں کیا۔ اور دونوں قسم کے جانوروں پر جو بالکل الگ الگ حیثیت رکھتے ہیں ایک ہی مسئلہ کو لگانا چاہا۔ حالانکہ شکار کے احکام میں اور گھریلو جانوروں کے احکام میں شریعت نے فرق رکھا ہے۔ اور وہ عین عقل کے مطابق ہے۔

مثال کے طور پر ذبیحہ اور شکار میں کچھ اسی قسم کا تفاوت ہے۔ جیسا کہ حضر کی نماز اور سفر کی نماز میں۔ یا جیسا کہ تندرست کی نماز اور مریض کی نماز میں۔ ایک شخص حضر میں چار رکعتیں پڑھتا ہے۔ تو سفر والا دو رکعتیں اور تندرست کھڑا ہو کر پڑھتا ہے۔ تو بیمار بیٹھ کر اور تیمم کر کے پڑھتا ہے۔ اس کی وجہ ظاہر اور مطابق عقل ہے۔ یعنی یہ کہ حالات مختلف ہیں۔ سفر اور مرض میں بعض دقتوں اور تکالیف کا سامنا ہوتا ہے۔ اس لئے مذہب کی طرف سے رعائت ہونی ضروری ہے۔ اور یہی اسلام کی فضیلت ہے۔ کہ حالات کے مطابق احکام دیتا ہے۔ کیونکہ یُسر اور آسانی اس کا بنیادی اصول ہے۔ نہ کہ تنگی اور سختی۔ پس آپ سمجھ لیں۔ کہ اس معاملہ میں بھی جنگلی تیتر اور چیز ہے۔ اور گھر کی مرغی اور چیز۔ گھریلو جانور چونکہ ہمیشہ اپنے قبضہ میں اور مجبور ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے ذبح کے لئے الگ اور مخصوص احکام ہیں۔ اور اس کا ذبح ہمیشہ ایک ہی طریقہ پر ہوگا۔ اور ہونا چاہیئے۔ برخلاف اس کے شکار ایک بھاگنے والا اور ڈرنے والا اور وحشی جانور ہوتا ہے۔ اس لئے کئی طرح اس کا مارا جانا جائز ہے۔ غلیل سے بھی بندوق سے بھی۔ تیر سے بھی نیزہ سے بھی اور کئی اور قسم کے ہتھیاروں اور آلات سے بھی بلکہ چیتے کتے۔ باز۔ اور شکرہ سے بھی۔ اور ان میں سے ہر قسم کا ہتھیار الگ طرح کا زخم اور مختلف قسم کی چوٹ شکار کے جسم پر لگاتا ہے۔ ساتھ ہی یہ کہ شکار بسبب آزاد اور وحشی ہونے کے ان ہتھیاروں کی ضربات کو نئے نئے رنگ میں برداشت کرتا ہے۔ کبھی تیر اس کی آنکھ میں لگتا ہے تو کبھی اس کا پیٹ پھاڑ دیتا ہے۔ کبھی پٹھے پر لگتا ہے۔ تو کبھی گردن پر۔ کبھی شکار زخمی ہو کر اتنی دور چلا جاتا ہے۔ کہ ڈھونڈ ڈھونڈتے گھنٹوں میں ملتا ہے۔ اور پھر مرا ہوا۔ اور کبھی چوٹ لگتے ہی آناً فاناً اس کا دم نکل جاتا ہے۔ یا غلیلہ سے پرندہ کا سر ہی اڑ کر صاف الگ جا پڑتا ہے۔ غرضکہ آلۂ شکار اور فاصلہ اور خود جانور کے آزاد اور وحشی ہونے کی وجہ سے نتائج اس قدر مختلف ہوجاتے ہیں۔ کہ شکار پر مذبح کے ذبیحوں کا حکم ہرگز نہیں لگ سکتا۔ اور اگر وہ حکم لگایا جائے۔ تو اکثر شکار ضائع ہوجائے گا۔ اور بہت سی جانیں بیکار ماری جائیں گی۔ اور ایک اسراف یا قتل ناحق کی صورت پیدا ہو جائیگی۔ پس مذہب جو مجموعہ قواعد ضوابط کا نام ہے۔ وہ ضرور اس کے لئے ان قواعد سے کسی قدر مختلف قواعد تجویز کرے گا۔ جو پالتو اور گھریلو جانوروں کے لئے مقرر ہیں۔ اور جن کے لئے فقط اتنا کافی ہے۔ کہ پکڑ کر لٹا دیا۔ اور گلے پر چھری پھیر دی۔ لیکن شکار کو تو آپ پکڑ کر چھری نہیں پھیر سکتے۔ نہ یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ اس کو ایسی ضرب لگائیں۔ کہ وہ ناکارہ ہوجائے مگر مرے نہیں۔ اس لئے شریعت اسلامیہ نے کمال حکمت اور نرمی سے قصر نماز کی طرح دوران شکار میں مرجانے والے جانوروں کے متعلق بھی کچھ رعایت دے دی ہے۔ جو عام ذبیحوں کو نہیں دی جاسکتی۔ اسی طرح شریعت نے گھریلو جانوروں سے بھی بعض وہ سختیاں اٹھا دی ہیں۔ جو شکار کے جانوروں کے لئے ضروری اور لابدی ہیں۔ مثلاً آپ ہر شکار کو غلیل تیر یا بندوق سے مار سکتے ہیں۔ اور اسے اس طرح گرا کر ذبح کر سکتے ہیں۔ برخلاف اس کے اگر آپ گھر کے بکرے یا مرغ کو سامنے رکھ کر اس پر تیر اندازی کریں۔ یا بندوق کا نشانہ بنائیں۔ اور جب وہ گر پڑے۔ تو اسے ذبح کرلیں۔ تو یہ ظلم ہوگا۔ اور شریعت نے صاف الفاظ میں اس سے منع فرمایا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ گھریلو ذبیحہ کے احکام شکار پر نہیں لگتے اور شکار کے احکام گھریلو ذبیحہ پر نہیں لگتے۔ دونو بالکل الگ الگ چیزیں ہیں۔ کیونکہ حالات مختلف ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ شکار کے احکام کو شکار کے مرجانے کی صورت میں شریعت نے نرم کر دیا ہے گھر کے مقبوضہ جانوروں کا ذبح تو ایک قاعدہ کے ماتحت آسکتا ہے۔ مگر زخمی شکار کو ہمیشہ ہی زندہ حاصل کر لینا اور ذبح سے پہلے اسے مرنے نہ دینا انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ اس لئے نرمی اور رعائت اور قواعد کی تبدیلی ضروری تھی۔

اتنی بات سمجھ لینے کے بعد یہ معلوم کر لینا آسان ہوگا۔ کہ زخم خوردہ مرے ہوئے شکار کو جو بندوق وغیرہ کے زخم سے مرا ہو کھانے کی اجازت دینا ایک الگ قاعدہ یا رعایت یا استثنائی اجازت ہے۔ جو ہرگز گھروں میں تکبیر پڑھ کر جھٹکا کر لینے پر حاوی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ رعائتیں عام قانون سے علیحدہ چیزیں ہیں۔ مثلاً قتل کی سزا پھانسی ہے۔ لیکن اگر کوئی لڑکا خون کردے۔ تو اس پر وہ سزا عائد نہ ہوگی۔ مگر یہ غلطی ہوگی۔ کہ چونکہ چھوٹا لڑکا مستثنیٰ ہے۔ اس لئے ہر عاقل و بالغ مجرم بھی لڑکوں یا مجنونوں والے قانون کے ماتحت پوری سزا سے مستثنیٰ سمجھا جائے۔ بکرے وغیرہ کے ذبح میں تو عام قانون یہی ہے۔ کہ (۱) اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔ کیونکہ وہ خدا کی مخلوق ہے۔ اور ہم کو اس کے قتل کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ سوائے اس حق کے جو مالک نے ہی ہم کو دیا ہو۔ اس وجہ سے ہم پہلے مالک کا ہی نام لیتے ہیں۔ یہ سمجھ کر کہ ہم کو تو اس مخلوق کے قتل کرنے کا کوئی اختیار نہ تھا۔ صرف اس کے مالک حقیقی کی اجازت ہے جو اسے ہم مارتے ہیں۔ تاکہ بجائے قساوت قلبی کے ہمارے دلوں میں بوقت ذبح خدا کا شکر اس کی خشیت اور اس کی مالکیت تسلیم کر لینے کا خیال جاگزیں رہے۔ اور اس کی اجازت جو اس کے کلام قرآن مجید میں موجود ہے (نہ ہماری نفسانی خواہش) ہمارے ذہن میں مستحضر رہے (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ خون چونکہ بسبب اپنے زہریلے مادوں کے زیادہ مقدار میں نقصان دہ ہوتا ہے۔ اس لئے جس قدر بھی ہوسکے۔ وہ جانور کے جسم میں سے نکال دیا جائے۔ ان دو باتوں سے پھر ایسا جانور مسلمانوں کے لئے بطور خوراک کے حلال ہوجاتا ہے (۳) لیکن ایک تیسری بات بھی ہے۔ جس کو گو حلال ہونے سے تعلق نہیں مگر شفقت علیٰ خلق اللہ اور اخلاق فاضلہ سے اس کا تعلق ضرور ہے۔ وہ یہ کہ شریعت نے سب سے زیادہ رحم والا اور کم تکلیف دہ طریقہ ذبح کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ جیسے مثلاً یہ کہ چھری تیز ہو۔ گردن کے سامنے کی طرف پھیری جائے تاکہ بڑی بڑی رگیں یکدم کٹ جائیں یا اونٹ کو نحر کیا جائے۔ تاکہ جلد سے جلد اس کا تمام خون جسم سے خارج ہوجائے۔ اور اور چونکہ ذبح کا فعل بہ نسبت شکار کے دنیا میں بہت زیادہ کثرت سے ہوتا ہے

اس لئے یہ تین مستقل قواعد اس کیلئے لازمی قرار دیئے گئے - اور انہیں ہر ذبح کیلئے بطور اصل کے مقرر فرما دیا گیا - اور چونکہ یہ قانون بہترین اصولوں پر تھا - اس لئے اسمیں تبدیلی کی گنجائش نہیں - ورنہ نقص لازم آئیگا اور وہ فوائد حاصل نہیں ہونگے - جن کے لئے قانون وضع کیا گیا تھا - ہاں یہ درست ہے کہ مشین سے بھی گردن کاٹی جاسکتی ہے - اور تلوار سے بھی - اور لاٹھی سے بھی ایک جانور مارا جاسکتا ہے - اور گلا گھونٹ کر بھی لیکن ان سب باتوں میں کامل فوائد ذبح والے حاصل نہیں ہوسکتے - علاوہ بریں مختلف احکام شرعیہ کے ساتھ ہی خدا تعالےٰ نے ایک مجمل عام حکم یہ بھی دیدیا کہ چونکہ ہمارا مقرر کردہ مذہب اسلام ایک کامل مذہب ہے اور اس کے اندر ہر بات کے متعلق ضروری ہدایات موجود ہیں - پس آئندہ اے مسلمانو تم دیگر مذاہب کی نقلیں نہ کرنا - ورنہ تکلیف پاؤ گے - اور بعض فوائد سے محروم رہ جاؤگے ہم نے تم کو کامل اور اعلیٰ شریعت دیکر ناقص مذاہب کا محتاج نہیں رکھا - اور سورہ انعام میں ارشاد فرما دیا - کہ انّ ھٰذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ و لا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ - ذالکم وصّٰکم بہ لعلکم تتقون (یعنی جو راستہ میں نے تمہارے لئے تجویز کیا ہے - یہی سیدھا راستہ ہے اسی پر تم چلا کرو - اور دیگر مختلف مذاہب کے طریقوں پر نہ چلو - کیونکہ وہ تمکو خدا کی مقرر کردہ فائدہ مند راہ سے الگ کر دینگے یہ نصیحت اس لئے کیجاتی ہے کہ تم دکھوں سے محفوظ رہو) سو یہ وجہ ہے کہ ہم کسی اور مذہب کے طریق ذبح یا کسی اور غیر اسلامی طریقہ کو اختیار نہیں کرتے - کہ وہ ایمان - صحت جسم اور احسان بر مخلوقات کے منافی ہیں - اور اس لئے بھی کہ انکے اختیار کرنے سے کسی نہ کسی صورت میں ہم اپنا کوئی نہ کوئی نقصان کر لیتے ہیں اور سہولتوں سے محروم ہو جاتے ہیں -

پس یہ سبب ہے جھٹکا وغیرہ کے حرام ہونے کا - اس وقت میں ذبح اور جھٹکا کا فرق بیان نہیں کر رہا - ورنہ میں بتاتا کہ جھٹکے میں ذبح اسلامی کی نسبت کیا کیا خرابیاں ہیں - صرف اتنا ہی کافی ہے کہ ذبح کا قانون عام قانون ہے اور وہ اپنی جگہ سے نہیں ہل سکتا - اور شکار کا قانون علیحدہ قانون ہے جس میں بعض مشکلات کی وجہ سے نرمیاں کر دی گئی ہیں - اور یہ رعائتیں حسب ذیل ہیں - اور وجوہات ان رعایتوں کی پہلے بیان ہو چکی ہیں -

(۱) پہلی رعایت یہ ہے کہ شکار بغیر دھار والے آلات سے بھی مارا جاسکتا ہے مثلاً چھرہ - گولی - غلیلہ وغیرہ -

(۲) دوسری رعایت یہ ہے - کہ باوجود خلاف رحم ہونے کے شکار مارنے کے بعض طریقے جائز ہیں - جو ذبیحہ کے لئے ناجائز ہوتے ہیں - مثلاً کتوں سے شکار کار گیرانا - یا بجائے گردن کاٹنے کے جسم پر ہر جگہ ضرب لگا کر جانور کو گرا لینا یا مار لینا - کیونکہ شکار ہمیشہ وحشی جانور کا ہوا کرتا ہے -

(۳) تیسری رعایت یہ ہے - کہ اگر شکار زخمی ہو کر ذبح ہونے سے پہلے مر جائے - بشرطیکہ وہ خدا کے نام پر زخمی کیا گیا ہو اور اسکے جسم پر کہیں بھی ایسی ضرب ہو جسکی وجہ سے خون نکل آئے - یا زخم پیدا ہو جائے تو ایسا زخم اور خون کا بہنا ذبح کے قائم مقام سمجھا جائے گا - بلکہ تھوڑا سا خون نکلنا بھی پورے ذبح کے برابر ہی تسلیم کر لیا جائے گا - تاکہ لوگوں کو شکار میں مصیبت نہ ہو اور خانہ بدوش اقوام - نیز مسافر اور شکاری لوگ اور وہ جن کا گذارہ شکار پر ہے تکلیف مالایطاق میں نہ پڑیں - سو یہ رعائتیں خاص شکار کیلئے ہیں اور رعائیتوں اور استثناء پر عام قانون کو چلانا کسی عقلمند گورنمنٹ نے جائز نہیں رکھا لیکن اگر شکار زخمی ہو کر زندہ پکڑ لیا جاوے تو پھر اُسے بھی ذبح کرنیکا ویسا ہی حکم ہے جیسے گھریلو جانوروں کو - رعایت صرف اس شکار کے متعلق ہے جو مر جائے -

چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - کہ " تو کھالے اس چیز کو جس کو تیرا تیر زخمی کر دے - اور مت کھا اس چیز کو جسے تیرا تیر چوڑان میں لگے اور زخم نہ پیدا کرے " گویا بسم اللہ اللہ اکبر تو دونوں صورتوں میں ضروری ہے - ذبح میں بھی - اور شکار میں بھی - لیکن خون بہانے کے متعلق یہ رعایت دی گئی ہے - کہ اگر زخم کسی جگہ بھی لگ گیا ہے اور جانور مر گیا ہے - تو وہ زخم ہی شکار میں ذبح کا قائم مقام ہے - جیسا کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ " اگر تو شکار کی ران میں بھی زخم لگا دے - تو کافی ہے "

میں نے پہلے گھریلو جانوروں کا ذکر کیا تھا - کہ اُن کے لئے ایک مقررہ قانون ذبح کا ہے - لیکن اگر اتفاقاً کسی جانور کے ذبح پر ہمیں قدرت نہ رہے - مثلاً یہ کہ ایسا جانور بھاگ کر اگر وحشی ہو جائے - اور ہاتھ نہ آئے - یا مثلاً کنوئیں میں اوندھا گر کر پھنس جاوے - اور نکل نہ سکے - تو پھر ایسے جانور پر بھی شکاری جانوروں والا حکم چلیگا - یعنی یہ کہ ان کو بندوق وغیرہ سے مار لینے کی اجازت ہوگی - اور کنوئیں والے جانور کے تو جسم کے جس حصہ پر پہنچ سکو وہیں سے اسکو ذبح کر لو - کیونکہ حلال کرنے کیلئے صرف دو اصول ہیں (۱) اللہ کا نام لینا اور (۲) خون نکالنا - باقی خاص طریقہ سے ذبح کرنا یہ تو جانور پر رحم اور احسان ہے - اور بعض دفعہ اس پر عمل نہیں ہوسکتا -

خدا کا نام لے کر جھٹکا کرنا اسلئے بھی جائز نہیں - کہ جانور کو مارنے کی اجازت تو مالک سے حاصل کرنا اور مارنا اس کو ان قواعد کے برخلاف جو خود مالک نے مقرر فرمائے ہیں بالبداہت ایک ناجائز امر ہے - بلکہ یہ تو قانون ساز حاکم کا منہ چڑانا ہے -

نوٹ :- تیر میں تو چوڑے حصّہ کا لگنا شکار کو ممنوع بھی کر دیتا ہے لیکن گولی یا چھرّہ تو شکار کے جسم میں داخل ہو کر ہمیشہ زخم ہی پیدا کرتا ہے -

پس بندوق کی صورت میں تکبیر کے بعد ہر شکار حلال ہے۔ اسی طرح سدھے ہوئے شکاری کتے کا ہر شکار کیونکہ اس میں پنجے اور دانت شکار کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اور پورے جنگ و جدل کے بعد شکار قابو آتا ہے۔ اس لئے وہاں صرف تکبیر اور امانت کی شرط ہے۔ رہا یہ سوال کہ اگر کوئی غیر مسلم اہل کتاب اپنے طریق پر خدا کا نام لے کر بندوق یا تیر سے شکار کرے۔ اور وہ حلال کرنے سے پہلے ہی مر جائے۔ تو کیا اس کا کھانا بھی جائز ہے؟

سو اس کا جواب یہ ہے۔ ہمارے سلسلہ نے جن اہل کتاب کے ہاتھ کا عام ذبیحہ کھانا جائز رکھا ہے (یعنی یہودی) ان کا اس قسم کا شکار بھی ذبیحہ کی طرح جائز ہے۔ اور اگرچہ اکثر قومیں دُنیا کی کسی نہ کسی رنگ میں اہل کتاب ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف یہودیوں کا ذبیحہ کھانے کی اجازت دی ہے۔ عیسائیوں اور ہندوؤں کو اس معاملہ میں باہر رکھا ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کے نزدیک شریعت لعنت ہے۔ اور ہندوؤں کے نزدیک گوشت خوری مہاں پاپ۔ رہ گئے سکھ تو ان کو تو حضورؑ نے اہل کتاب محسوب کرنے سے ہی انکار فرمادیا ہے۔

(دیکھو فتاوی احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۵۷)

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۳ اگست۔ کل مسٹر چرچل نے ہاؤس آف کامنز میں جنگ کے متعلق بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ حکومت ترکی کی طرف سے مجھے یہ اعلان کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ کہ برطانیہ اور ترکی کے سمجھوتہ کی بناء پر ترکی نے جرمنی سے ہر قسم کا تعلق قطع کر لیا ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ جرمنی یا بلغاریہ ترکی پر حملہ کریں گے یا نہیں۔ اگر کسی نے ترکی پر حملہ کیا۔ تو ہم اس کا ساتھ دیں گے۔ جرمن سفیر ہر فان پاپن کل انقرہ سے روانہ ہو گیا۔

ہیلسنکی ۳ اگست۔ فن لینڈ میں نئی حکومت بنانے کے لئے بات چیت جاری ہے۔

لنڈن ۳ اگست۔ روسی فوج لتھوینیا میں ریگا کو ایک طرف چھوڑ کر آگے نکل گئی ہے۔ اور اب بالٹک کے سمندری کنارے سے صرف دس میل دور ہے۔ بالٹک کی جرمن فوجوں کے لئے زبردست خطرہ پیدا ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ روسیوں نے مشرقی پرشیا کی سرحد سے گیارہ میل کے فاصلہ پر واقع دو شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ وارسا کے جنوب مشرق میں بڑے زور کی لڑائی ہو رہی ہے۔

واشنگٹن ۳ اگست۔ امریکن دستے گوام اور ٹینان کے درمیان ایک اور جزیرہ اوتا میں اتر گئے ہیں۔ گوام کے شمالی علاقہ میں دشمن بڑے زور کا مقابلہ کر رہا ہے۔

کانڈی ۳ اگست۔ آسام برما کی سرحد پر چودھویں برطانی فوج نے ٹامو سے آٹھ میل شمال مغرب میں دشمن کی ایک مضبوط چوکی پر قبضہ کر لیا ہے۔ ہمارے سپاہیوں کے وہاں پہنچتے ہی دشمن کی فوج میں بھگدڑ پڑ گئی۔ اراکان میں مایو کی پہاڑیوں کے مشرق میں دشمن نے بڑے زور کے حملے کئے گئے۔

لنڈن ۳ اگست۔ ہاؤس آف کامنز میں مسٹر ایمری نے کہا کہ اگر ہاؤس کی رائے ہے۔ کہ ہندوستان کے معاملات پر غور کرنے کے لئے دونوں ہاؤسوں کی ایک کمیٹی مقرر کر دی جائے۔ تو میں اس تجویز کو ہاؤس میں پیش کرنے کو تیار ہوں۔

لنڈن ۳ اگست۔ جرمن ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ ہٹلر پر قاتلانہ حملہ کی سازش میں ایک اور شخص بھی شریک تھا۔ اس کی تلاش کی جا رہی ہے۔ اسکی گرفتاری کے لئے دس لاکھ مارکس انعام رکھا گیا ہے۔

لنڈن ۳ اگست۔ کل کامنز میں وزیر خارجہ سے دریافت کیا گیا۔ کہ کیا جاپان کی نئی حکومت اتحادی جنگی قیدیوں کے متعلق بین الاقوامی قانون کے ماتحت اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوگی۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ برطانی حکومت ہر ممکن کوشش کریگی۔ لیکن جہاں تک جاپانی حکومت کا تعلق ہے۔ وہ اس کے متعلق کسی سوال کا جواب دینے میں ضرور لیت و لعل کرے گی۔

واشنگٹن ۳ اگست۔ چیف آف دی امریکن جنرل سٹاف نے وارننگ دی ہے۔ کہ امریکہ میں سامان جنگ کی تیاری میں فوراً اضافہ کیا جانا چاہیئے۔

واشنگٹن ۳ اگست۔ پان امریکن ایرویز نامی ہوائی کمپنی کے نمائندہ نے بتایا۔ کہ ہمارے ہوائی جہاز امریکہ سے مال لے کر ساڑھے گیارہ ہزار میل کا فاصلہ ۷۲ گھنٹہ میں طے کر کے جنرل سٹلول کے ہیڈ کوارٹر (برما) میں پہنچ جاتے ہیں۔ یہ راستے میں پانچ جگہ ٹھہرتے ہیں۔

نئی دہلی ۳ اگست۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ دو جہاز جن پر سولہ ہزار ٹن گندم بار ہے۔ گذشتہ ہفتہ ہندوستان پہنچے۔

لنڈن ۳ اگست۔ ہندوستان کے سابق وائسرائے لارڈ ہارڈنگ ۸۶ سال کی عمر میں کل وفات پا گئے۔ آپ کچھ عرصہ سے بیمار تھے۔ اور اتوار سے بے ہوش پڑے تھے۔

لنڈن ۳ اگست۔ کل سر جیمز گرگ وزیر جنگ نے دارالعوام میں کہا۔ کہ برما کی جنگ میں اتحادیوں کے ۵۹۱۸ سپاہی ہلاک ۱۹۹۱۶ زخمی اور ۲۵۹۴ لاپتہ ہوئے۔

لنڈن ۳ اگست۔ کل مسٹر چرچل نے دارالعوام میں جنگی صورت حالات پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اب تک انگلستان پر جرمنوں کے ۵۳۴۰ اڑنے والے بموں کا حملہ ہوا۔ جن سے ۴۷۳۵ اشخاص ہلاک اور چودہ ہزار شدید زخمی ہوئے۔ آپ نے کہا۔ کہ جن اشخاص کو لنڈن میں کوئی جنگی کام نہیں۔ وہ شہر کو خالی کر کے چلے جائیں۔ روسی محاذ کی لڑائی کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ مارشل سٹالن ایک بہت بڑے بہادر انسان ہیں۔ اس وقت پچیس تیس ڈویژن جرمن فوج روسی محاذ پر رکی ہوئی ہے۔ ہم نے روس کے ساتھ جو ۲۰ سالہ معاہدہ کیا ہے۔ وہ یورپ میں امن و امان کے قیام کے لئے پائیدار ثابت ہوگا۔

لنڈن ۳ اگست۔ جاپان کے نئے وزیر داخلہ نے ۴۸ صوبائی گورنروں میں سے اٹھارہ کو تبدیل کر دیا ہے۔ انہیں اوساکا۔ کانگوا۔ اور ناگاسکی کے گورنر بھی شامل ہیں۔

لنڈن ۳ اگست۔ نارمنڈی میں امریکن فوج نے مشرق کی طرف بڑھنے کے لئے جو نیا حملہ کیا۔ اس میں برابر کامیابی ہو رہی ہے۔ وہ برسی سے آگے ایک اہم دریا تک پہنچ گئی ہے۔ اور اس کے جنوب مشرق میں اتحادی فوج نے ویرے پر قبضہ کر لیا ہے۔ بعض امریکن دستے سمندری کنارے سے تین میل آگے بڑھ گئے ہیں۔ کوموکے جنوب مغرب میں اٹھارہ میل کے فاصلہ پر ایک اہم شہر پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ برطانی فوج نے آئندہ کارروائی کیلئے ایک مضبوط چھاؤنی قائم کر لی ہے۔ اب اتحادی محاذ جنوب مغرب کی طرف پھیل رہا ہے۔

لنڈن ۳ اگست۔ ملک معظم اٹلی کے دورہ سے واپس آ گئے ہیں۔

واشنگٹن ۳ اگست۔ دیواک آئٹاپے میں گھری ہوئی جاپانی فوج کے گرد گھیرا اور تنگ کیا جا رہا ہے۔ دشمن نے ہمارے بائیں بازو کو پیچھے ہٹانے کی ناکام کوشش کی۔ گوام کی لڑائی میں سات ہزار جاپانی مارے جا چکے ہیں۔ قریباً ایک ہزار امریکن کام آئے اور پانچ ہزار مجروح ہوئے۔